COMMECS PERSPECTIVE

COMMECS
COLLEGE

Patron
Cdr (Rtd) Tanveer Ahmad TI (M)
Convener
Dr. Uzma Naveed
Incharge

October 2024

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، ایک اہم ذمہ داری

اصلاح معاشرہ، انفرادی واجتماعی ذمہ داری

عامر حسین

اسسٹنٹ پروفیسر

آج اگر ہم اپنے معاشرے پر نظر دوڑائیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ہر فرقہ اپنی آواز کو مؤثر بنانے کے لیے بظاہر قرآن کریم ہی کی دعوت لے کر اٹھتا ہے، بالخصوص موجودہ زمانے میں یہ رجحان بکثرت پھیل رہا ہے اور دین اور مذہب کے نام پر لوگوں کو اپنے مسلک اور فرقے کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ دین کی خدمت نہیں بلکہ اپنے پیروکاروں کی تعداد بڑھانے کا ایک طریقہ ہے۔ کسی شاعر نے اسی موقع کے لیے کہا تھا:

نصیحت بے اثر ہے گر نہ ہو درد
یہ گر ناصح کو بتلانا پڑے گا

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اصلاحِ احوال و اصلاحِ معاشرہ ہوتی دکھائی نہیں دے رہی اور لوگ دین سے دور بلکہ دین سے بیزار ہو رہے ہیں۔

دینِ اسلام نے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے درجات متعین کیے ہیں اور امتِ محمدی ﷺ کی بہت سی فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ بھی بیان کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (آلِ عمران، آیت ۱۱۰)

"تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے بھیجا گیا، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو"

اس کے علاوہ حدیث میں برائی سے نبرد آزما ہونے کا طریقہ اور ایمان کے درجات یا مراتب بھی بتائے گئے ہیں۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں ارشاد ہے:

"تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ اِسے اپنے ہاتھ (قوتِ بازو) سے روکے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اسے زبان سے (اس کے خلاف آواز اٹھا کر) روکے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اسے (کم از کم) دل سے برا جانے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے"

چند بنیادی اصول:

برائی کو ہاتھ سے مٹانے اور زبان سے مٹانے میں بنیادی شرط قدرت ہے، اگر قدرت نہ ہو تو ترک کرنا جائز ہے، وجوب باقی نہیں رہتا، مگر افضل کیا ہے؟

بعض فقہاء نے امر بالمعروف کو افضل کہا ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ (لقمان: 17)

اور جو مصیبت تمہیں (دین کے رستے میں) پیش آئے اُس پر صبر کرو

اور بعض فقہاء نے نہی عن المنکر کے ترک کو افضل کہا ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرۃ: 195)

اور خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو

تیسرے مرتبے کی فضیلت:

اگر ہاتھ اور زبان سے برائی مٹانے پر قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا سمجھنا فرض عین ہے اور یہ ارادہ رکھنا ضروری ہے کہ جب بھی قدرت ملی اسے مٹاؤں گا۔

مشہور روایت ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت جبرائیل کو کسی بستی کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ لوگوں سمیت اسے الٹ دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے میرے پروردگار! اس شہر میں ایک ایسا بندہ بھی ہے، جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی، آپ ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا! تم اس شہر کو اس شخص پر اور شہر والوں پر الٹ دو، کیوں کہ شہر والوں کو میری نافرمانی کرتا دیکھ کر اس شخص کا چہرہ میرے حق میں ایک گھڑی کے لیے بھی متغیر نہیں ہوا۔

امر بالمعروف و نہی المنکر میں حاکم کی اجازت:

جب کسی مسلمان کو برائی کے مٹانے پر قدرت حاصل ہو تو کیا اسے اس برائی کے مٹانے کے لیے حاکم وقت کی اجازت لینا ضروری ہے؟

اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک یہ فریضہ صرف وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں، جو صاحب اقتدار ہوں یا ان کی طرف سے اس کام پر مقرر ہوں، عوام کو انفرادی طور پر یہ فریضہ انجام دینا درست نہیں۔

جمہور علمائے امت کی رائے ان کے مخالف ہے، ان کے نزدیک ہر مسلمان یہ فریضہ انجام دے سکتا ہے، کیوں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے دلائل عام ہیں، ان کی عمومیت کو ختم کر کے اسے اصحاب اقتدار کے ساتھ مخصوص کرنا بے بنیاد فیصلہ ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں، البتہ دو امور میں حاکم وقت کی اجازت لینا ضروری ہے، جہاں برائی کے مٹانے اور معروف کے قیام کے لیے حاکم وقت کی مدد لینا ضروری ہو جائے، یا حدود اور لشکر کشی قائم کرنے کی ضرورت پڑ جائے۔

کیا امر بالمعروف کے لیے متقی ہونا ضروری ہے؟

قرآن کے حکم کے مطابق (بظاہر) تو یہی لگتا ہے کہ امر بالمعروف کے لیے انسان کا متقی اور با عمل ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے:

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ (البقرہ، آیت ۴۴)

کیا لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو

لیکن اہل سنت کے نزدیک امر بالمعروف کے لیے متقی ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ یہ فریضہ فاسق وفاجر بھی انجام دے سکتا ہے، اگر اس کے متقی اور صالح ہونے کی شرط عائد کردی جائے، تو پھر اس فریضے کی ادائیگی چند لوگوں تک محدود ہو جائے گی۔

خود نیک اور صالح ہونا مطلوب ہے اور دوسروں کو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا بھی مطلوب ہے، ایک کے نہ ہونے سے دوسرے کا سقوط لازم نہیں آئے گا۔

آپ ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ سے یہی مفہوم برآمد ہوتا ہے:

نیکی کا حکم دو اگرچہ تم اس پر عمل پیرا نہ ہو، اور برائی سے روکو اگرچہ تم پوری طرح اس سے بچ نہ پا رہے ہو۔ (اخرجہ الھیثمی فی المجمع: 277/7)

عوام کے لیے علمائے کرام کو امر بالمعروف کرنا جائز نہیں ہے۔ عامی کے لیے قاضی، مفتی، عالم کو امر بالمعروف کرنا جائز نہیں ہے (الفتاوی الھندیہ، 408/5 طبع بیروت)

ایک بات تو اس لیے کہ اس میں بے ادبی کا پہلو ہے، دوسری بات یہ کہ بعض اوقات عامی ایک چیز کو منکر سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن وہ منکر نہیں ہوتا یا اس درجے کا نہیں ہوتا، جس پر نکیر واجب ہو یا بعض اوقات کوئی دوسری وجہ ہوتی ہے، عامی عموماً اس سے واقف نہیں ہوتا۔

امر بالمعروف کی شرائط:

مسلمان ہونا...امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے پہلی شرط مسلمان ہونا ہے، کافر کو مسلمانوں پر حکم چلانے کا حق نہیں ہے، کیوں کہ یہ منصب اہل عزت کا منصب ہے، اور کافر ذلیل ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً (النساء: 141)

اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ (سبقت) نہیں دے گا

نیز یہ فریضہ دین کی نصرت اور اس کے احیاء کے لیے ہوتا ہے، کافر تو سرے سے اس کا قائل ہی نہیں۔ (احیاء علوم الدین: 398/2)

علم شریعت سے واقف ہونا...امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ وہ علم شریعت سے واقف ہو جسے کرنے یا روکنے کا حکم دے رہا ہو، اس کے حسن وقباحت و شناعت سے واقف ہو۔

نیز اس کو یہ معلوم ہو کہ اگر یہ منکر ہے تو کس درجے کا ہے غیر اولیٰ ہے، مکروہ تنزیہی ہے یا مکروہ تحریمی ہے یا حرام؟ پھر اسی کے موافق اس کا معاملہ کرے، اگر کسی معروف کا حکم دے رہا ہے، تو اس کا بھی درجہ معلوم ہو، اَولی و افضل ہے، مستحب ہے واجب ہے یا فرض ہے؟

کیوں کہ علم شریعت سے ناواقف بعض اوقات کسی چیز کو منکر سمجھ لیتا ہے، لیکن وہ معروف ہوتا ہے، یا معروف سمجھ لیتا ہے، مگر وہ منکر ہوتا ہے یا معروف و منکر کی پہچان ہوتی ہے، لیکن اس کے درجے سے واقف نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے امت میں انتشار پھیلتا ہے، البتہ جو نیکی معروف ہو، مثلاً نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، حج کرنا، صلہ رحمی کرنا اور جو منکرات سب میں معروف ہیں مثلاً قتل، زنا، جھوٹ، رشوت، سودی معاملہ، شراب، نشہ وغیرہ۔۔۔ اس میں تو ہر مسلمان، خواہ وہ عالم ہو یا جاہل، اسے امر بالمعروف کا حق حاصل ہے۔

قدرت ہو...یعنی اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدرت نہیں اور جان ومال کے نقصان کا اندیشہ ہو تو پھر ان کا ترک کرنا بھی جائز ہے۔

اللہ تعالی کی رضا اور اللہ تعالی کے حکم بجاآوری مقصد ہو۔۔۔

امر بالمعروف سے مقصد اللہ تعالی کی رضا اور احکام شریعت کا غلبہ مقصود ہو، ریاکاری، شہرت یا کسی مسلمان کی تذلیل وتحقیر مقصد نہ ہو۔

ولا تکونوا کالذین تفرقوا (آلعمران، آیت: 105)

اور اُن لوگوں جیسے نہ ہو جانا جو آپس میں بٹ گئے

اہل ایمان کو یہودی شناختوں اور قباحتوں سے دور کرنے کی ہدایت دی جارہی ہے، یہودیوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر ترک کیا، تم اسے قائم کرو، یہودی فرقوں میں بٹ گئے اور عذاب عظیم کے مستحق ٹھہرے، وہ عذاب دنیا میں ذلت کی شکل میں ظاہر ہوگا، لہٰذا تم ایسے افتراق وانتشار سے بچو جوامت کی وحدت پارہ پارہ کردے۔

یہود ونصاریٰ باہمی حسد وعناد سے پیدا ہونے والے اختلاف کو دینی اختلاف بنا کر اس قدر آگے بڑھ گئے کہ آسمانی کتاب جو نبی پر وحی ہونے کی وجہ سے امور قطعیہ پر مشتمل تھی، اس میں بھی اختلاف کرکے گروہ در گروہ ہو گئے، معلوم ہوا یہاں جس اختلاف کی مذمت اور وعید بیان کی جارہی ہے، وہ امور قطعیہ میں اختلاف کرنا ہے، خواہ ان امور قطعیہ کا تعلق عقائد سے ہو یا معاملات سے۔

اگر کوئی شخص تعصب میں مبتلا ہو کر ایسے امور میں اختلاف کو انتشار امت کا ذریعہ بنالیتا ہے تو اس میں اس کی اپنی فہم وطبیعت کا قصور ہے، شرعی حکم کا اس کی کج فہمی اور کم علمی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ان تمام دلائل و براہین سے کا خلاصہ یہ ہے کوئی بھی معاشرہ اُس وقت تک حقیقی اسلامی معاشرہ نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اس میں اچھائی اور برائی کا معیار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ اور طے شدہ اصولوں کو نہ بنایا جائے کیونکہ دنیا کے ہر خطے اور ملک کے اپنے قوانین بھی ہوتے ہیں جنہیں ہم ریاستی قانون بھی کہتے ہیں، لیکن قرائن سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ دنیا کے تمام قوانین مل کر بھی معاشرے کی اصلاح اور ترقی کے ضمن میں کوئی ٹھوس حل پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں کیونکہ انسانی عقل خطا پذیر ہے اور اُن باریکیوں سے ناواقف ہے جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول میں بیان کی گئی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ ہمیں بحیثیت قوم اور بحیثیت مسلمان ان تمام اچھائیوں کو اپنانے کی توفیق بخشے جو عند اللہ مأجور ہیں اور اُن تمام برائیوں سے بچائے جو عند اللہ مغضوب و معتوب ہیں۔

COMING UP NEXT	The Benefits and Drawbacks of a Cashless Society	**Submission Date** September 31st 2024	**Feedback** Convener Publication Committee Commecs College	**Email** info@commecscollege.edu.pk